مولانا عزیز زبیدی (منڈی واربرٹن شیخوپورہ) قسط - ۳

الهدية الثمينة للمرأة المسلمة

خاتونِ مسلم کیلئے قیمتی ہدیہ!

ح ۱۳: اِمْرَأَةٌ وَلُوْدٌ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ اِمْرَأَةٍ حَسْنَاءَ لَا تَلِدُ اِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (حرملة بن نعمان) اخرجه ابن قانع بسند حسن وفی روایة ابی داؤد والنسائی عن معقل بن یسار۔

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ (ز)

قابلِ اولاد عورت بہتر ہے:-

"بہت بچے جننے والی عورت اس خوب صورت خاتون سے زیادہ اللہ کو پسند ہے جو بانجھ ہے۔ قیامت کے دن دوسری امتوں کے مقابلے میں میں تمہاری کثرت پر فخر کرونگا"۔

دوسری روایت کے معنی ہیں،

"(شوہر سے) محبت کرنے اور بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ دوسری امتوں کے مقابلہ میں میں تمہاری (عددی) کثرت پر فخر کرونگا" (ز)

ایک اور روایت میں آیا ہے۔

"اَنْكِحُوا الْاُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ فَاِنِّىْ اُبَاهِىْ بِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" (اخرجه احمد عن ابن عمرو بسند حسن) (ز)

"بچوں والی ماؤں سے نکاح کرو۔ میں قیامت کے دن ان پر فخر کرونگا"۔

نکاح سے غرض تسکینِ خاطر، ازدیادِ نسل اور خانہ آبادی ہوتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ یہ نیت کرلی جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی جو عددی کثرت مطلوب ہے اس میں بساط بھر حصہ ڈال لوں۔ تو یہ ہم خرما و ہم ثواب والی بات ہوگی۔

قیامت میں عددی کثرت اسلیے مطلوب نہیں کہ وہاں دولتوں کی ضرورت ہوگی یا کوئی میدانِ کارزار

گرم ہوگا۔ اس کے لیے افرادی طاقت کی ضرورت پڑے گی۔ بلکہ صرف اس لیے کہ یہ صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاماتِ عالیہ، درجات اور قرب و وصال میں اضافے کی موجب ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے زیادہ اللہ کی جناب سے ثواب ملے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام گو پہلے ہی بلند درجات پر فائز ہوتے ہیں تاہم "مزید" کی تمنا بھی کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ کوئی جتنا بھی اونچا پہنچا ہے۔ خدا کے ہاں درجات اور مقامات اور بھی اونچے باقی ہوتے ہیں ؎

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بُو پر
چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں۔

اس لیے فرمایا:

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں۔

خدا کے فیضان و کرم کی حد ہے نہ نہایت۔ جتنا بھی کوئی شخص اونچا پہنچتا ہے جب وہ آگے کی طرف نظر دوڑاتا ہے۔ تو اسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہم ابھی ابتدا میں ہی ہیں۔ جہاں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرب و وصال کے حصول کے لیے خود ہی عظیم مجاہدے کیے ہیں۔ وہاں اس کے لیے امت سے بھی اپیلیں کی ہیں کہ وہ میرے لیے خدا سے "مقامِ محمود" اور "وسیلہ" کی درخواستیں کیا کریں۔ اذان کے بعد کی دعا اور درود شریف کیلئے آپ کا اپنی امت سے سفارش کرنا اس بات پر گواہ ہے، جو ہم نے ذکر کی ہے۔

جس قدر امت کی افرادی طاقت وافر ہوگی آپ کو ان کے اعمالِ صالحہ اور دعاؤں کے حساب سے اتنے ہی درجات بلند رفیع اور بے حد حساب نصیب ہوں گے۔

"اللّٰھم اٰتِ محمدنِ الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمودانِ الذی وعدتہ ..... !"

جو شے کسی کو مطلوب ہوتی ہے اسی کے لیے وہ تڑپتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نہیں خدا سے لگاؤ تھا اور آخر وقت تک اس تڑپ نے آپ کو بے چین رکھا۔ اس لیے آپ نے وفات کے وقت بھی اسی کا ورد جاری رکھا۔ اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ!

بہرحال جہاں بھی کوئی پہنچتا ہے وہاں سے وہ تشنگی محسوس کرتا ہے، حصولِ دنیا کا معاملہ ہے یا عقبیٰ کی بات، بندوں میں اونچے مقام پر فائز ہے یا خدا کے قرب و وصال کے لیے گامزن ہے، اس کے دل بے قرار سے ہمیشہ یہی صدا بلند ہوتی ہے ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کیونکہ انسان کی تمنا کی آخر کوئی حد ہوگی جب اس کی زبان سے بالآخر نکل پائے گا

کہ اب بس: فیقول الاعطیکم افضل من ذلک فیقولون یارب وای شیئ افضل من ذلک (مسلم بخاری) لیکن خدا کے ہاں قرب و وصال کے درجات کی کوئی حد نہیں شمار نہیں!

اس لیے قرآن حکیم نے فرمایا ہے کہ بس تم دوڑے چلو، بھاگے چلو اور بڑھے چلو، ہم آپ کے سامنے سے دروازے بند نہیں کریں گے۔ لیکن یہ تصور کر لینا کہ اب بس سفر ختم اور منزل اور آخری منزل آگئی یہ تصور شایان شان نہیں۔

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" (قرآن)

کیونکہ خدا کے ہاں قرب و وصال کی آخری سے آخری منزل پالینا کسی انسان اور ملک کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس لیے اس سفر میں زیادہ سے زیادہ منزلیں طے کر لینے کی تمنا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی کرتے رہے ہیں۔ اور آپ سے مطالبہ فرمایا ہے کہ:

"تم بھی مجھے افرادی قوت بہم پہنچاؤ، تاکہ میں اپنے رب کے اور زیادہ قریب ہو جاؤں"

چنانچہ اس کا علاج بتاتے ہوئے فرمایا کہ:

"بانجھ عورت کے بجائے کثرت سے بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو۔"

باقی رہا یہ سوال کہ روٹی کپڑے کا کیا بنے گا؟ تو اللہ نے فرمایا "روزی رساں پہلے بھی تم نہیں تھے ہم ہی تھے اس لیے اب بھی ہم ہی دیں گے۔ تمہیں بھی اور آپ کے بچوں کو بھی۔

"وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ" (پ۱۵ بنی اسرائیل ع۴)

"(اے لوگو) افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں۔"

جن لوگوں نے "منصوبہ بندی" کو دین بنا لیا ہے۔ وہ ذرا غور فرمائیں کہ رسول پاکؐ کدھر کو بلا رہے ہیں اور یہ کس طرف کو اٹھ دوڑے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں جن کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرفرازی عزیز نہیں ہے کل انشاء اللہ وہ بھی خوش اور سرخرو نہیں ہوگا۔

عورت کا بانجھ ہونا عورت کا جرم نہیں ہے بانجھ پن کے باوجود اگر دل میں اس سعادت کے حاصل کرنے کی تڑپ رکھتی ہے تو حق تعالیٰ کے ہاں سے اس کو بھی ویسا ہی اجر ملے گا، جیسا ایک بااولاد خاتون کو ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کچھ نیک لوگ اس خبط میں رہتے ہیں کہ بال بچوں اور بیوی کے بکھیڑے میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ان کو یہ اندازہ نہیں ہے کہ "ترکِ دنیا" کی وجہ سے وہ کس قدر افرادی مقاماتِ عالیہ اور شرف سے کس قدر محروم ہو رہے ہیں۔ (باقی بر صفحہ ۳۰)